میں مزدوروں کو اکٹھا کرنے کے لیے اپنے حصے کا کردار ضرور ادا کروں گی

خواتین کو ہر جگہ ہراسمنٹ کا سامنا نہ ہو تو وہ بے خوف و خطر عزت کیساتھ ہر قسم کی ملازمت کر سکتی ہیں

کیس اسٹڈی: لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن

میرا نام شازیہ مختار (فرضی نام) ہے۔ میری عمر 52 سال ہے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی ہے۔ میری دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے جو بارھویں کلاس میں پڑھتا ہے۔ میرا تعلق ایک مزدور فیملی سے ہے۔ میرا خاوند بھی ایک فیکٹری مزدور تھا جو 8 سال قبل فوت ہو گیا۔ بڑی مشکل سے جو ساری زندگی کی جمع پونجی تھی اس سے دونوں بیٹیوں کی شادی کی۔ دونوں میاں بیوی ان تھک محنت مزدوری کرنے کے باوجود اب تک دو مرلے کا اپنا مکان نہیں بنا سکے۔ فیصل آباد کے ایک علاقے میں ماہانہ 9000 کرایہ کے مکان میں رہتی ہوں۔ بیٹا بھی پارٹ ٹائم جاب کرتا ہے تب کہیں جا کر بمشکل کرائے کی ادائیگی اور دیگر گھریلو ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ میں اس وقت فیصل آباد میں ایک گارمنٹ فیکٹری میں بطور سکیورٹی گارڈ ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہوں۔ اس سے قبل دیگر گارمنٹ اداروں میں بطور فولڈنگ، تھریڈنگ اور کوالٹی چیکر کی ڈیوٹی 6 سال تک سرانجام دے چکی ہوں یعنی ہوزری گارمنٹ میں 8 سال کام کرنے کا تجربہ ہے اور فولڈنگ، پیکنگ، کوالٹی اور سکیورٹی گارڈ کے فرائض انجام دینا بھی جانتی ہوں۔ اس وقت ٹیکسٹائل فیکٹری میں تقریباً 900 ورکرز کام کرتے ہیں جن میں 600 کے قریب میل ورکرز ہیں۔ تقریباً 300 فی میل ورکرز کام کرتی ہیں۔ فیکٹری میں اکثریتی ورکرز کے سوشل سکیورٹی کارڈز بنے ہوئے ہیں اور کچھ ای او بی آئی میں رجسٹرڈ بھی ہیں۔ میرا بھی سوشل سکیورٹی اور ای او بی آئی کارڈ بنا ہوا ہے۔ فیکٹری میں مجھے صبح 8 بجے سے پہلے ڈیوٹی پر پہنچنا ہوتا ہے۔ دو شفٹوں کی فی میل ورکرز کی فیکٹری میں آتے اور جاتے وقت چیکنگ کرنی ہوتی ہے۔ پھر دوران ڈیوٹی مختلف ڈیپارٹمنٹس کا چکر لگانا ہوتا ہے اور بعض اوقات لوڈنگ کا کام بھی کروانا پڑتا ہے۔ میری ڈیوٹی 8 گھنٹے ہے مگر مجھ سے روزانہ 12 سے 14 گھنٹے ڈیوٹی لی جاتی ہے۔ مجھے صرف ڈیوٹی پر آنے کے وقت کا پتہ ہوتا ہے، جانے کا کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ اضافی ڈیوٹی کا اوورٹائم تو ملتا ہے مگر سنگل ہے، اس میں سے کٹوتی کر لیتے ہیں۔ میری تنخواہ 17500 روپے ہے، اوورٹائم ڈال کر اٹھارہ بیس ہزار بن جاتی ہے جو انتہائی کم ہے۔ اتنی زیادہ لمبی ڈیوٹی، جو کھڑے ہو کر کرنا پڑتی ہے، سے اکثر صحت خراب ہو جاتی ہے۔ ستم یہ ہے کہ ڈیوٹی کے دوران کوئی وقفہ نہیں، ہفتہ واری چھٹی نہ ہونے کی وجہ سے میں اپنے عزیز و اقارب کی خوشی غمی میں شامل ہونے سے بھی قاصر ہوں۔ جس دن ضروری کام کی وجہ سے چھٹی کر لیں، تنخواہ سے کٹوتی کر لیتے ہیں۔ میری تنخواہ حکومت کی مقرر کردہ کم از کم اجرت سے بھی کم ہے اور جو ماہانہ تنخواہ اور بیوہ پنشن ملتی ہے اس سے مکان کا کرایہ، گھر کا راشن و دیگر ضروریات زندگی پر خرچ کرتی ہوں اور مہینے کے آخر میں دکان سے سودا سلف ادھار لینے پر مجبور ہوتی ہوں۔ اکثر گھر کی چیزیں میں نے قسطوں پر لے رکھی ہیں اور بعض اوقات وہ قسطیں بھی ادا نہیں کر پاتی۔

فیکٹری میں ورکرز کی سیفٹی کے حوالے سے اقدامات بھی کئے جاتے ہیں۔ ورکرز کے گروپ بنائے ہوئے ہیں۔ انکو ہر دو تین ماہ بعد فائر فائٹر وارڈن اور ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ کرونا کے دوران بھی ملز انتظامیہ نے کچھ عرصہ تک حفاظتی انتظامات کئے مگر اس میں بھی تفریق تھی کہ ورکرز اپنا ماسک خود خریدتے تھے جبکہ انتظامیہ کے افراد کو فیکٹری کی جانب سے ماسک اور سینیٹی ٹائزر کی مفت سہولت تھی۔ مگر اب کرونا ایس او پیز پر اس طرح عملدرآمد نہیں کیا جاتا۔ جب کوئی انسپکشن ٹیم آتی ہے تو اس وقت ماسک وغیرہ دیتے ہیں۔ کرونا کی وجہ سے تقریباً ایک ماہ تک فیکٹری بند رہی۔ اس بندش کے دورانیے کا ورکرز کو کسی قسم کا کوئی معاوضہ نہ دیا گیا۔ حتیٰ کہ اوورٹائم اور چھٹیوں کے پیسے بھی روک لیے گئے۔ جب ورکرز نے شور مچایا کہ ہمارے اوورٹائم اور سالانہ چھٹیوں کے پیسے ہی ادا کر دو تو یہی پیسے دیگر ورکرز کو کہا کہ آپ کی تنخواہ ہیں۔

لاک ڈاؤن کے دنوں میں میری معاشی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ مالک مکان بھی مسلسل دھمکیاں دے رہا تھا کہ کرایہ ادا کرو یا مکان خالی کر دو۔ گھر

میں قید ہو کر بیٹھے رہنے سے ذہنی اور جسمانی طور پر بہت پریشان رہی۔ کوئی عزیز رشتہ دار ملنے آجاتا تو بہت شرمندگی ہوتی کیونکہ گھر میں کچھ کھانے کو ہی نہیں ہوتا تھا۔ حکومت نے اس دوران احساس پروگرام متعارف کروایا مگر مجھے کچھ نہ ملا۔ بھلا ہو لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا، جس نے مجھے دو مرتبہ راشن دیا۔ آج کل صورت حال قدرے بہتر ہے جس کا زیادہ تر فائدہ فیکٹری مالکان ہی اٹھا رہے ہیں کیونکہ کاروبار اس وقت عروج پر ہیں اور آرڈرز زیادہ ہونے کی وجہ سے فیکٹری میں دن رات کام ہو رہا ہے۔

آپکو بتانا چاہتی ہوں کہ خاتون ورکر ہونے کے ناطے مجھے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میرا خاوند فوت ہو چکا ہے، ڈیوٹی کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کے تمام کام کاج، رشتہ داروں کی طرف آنا جانا، بازار سے سودا سلف خریدنا، سب میری ذمہ داری ہے اور بار بار گھر سے نکلنا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ گلی محلّہ اور سفر کے دوران بھی مشکلات کا سامنا رہتا ہے۔ باہر آنے جانے پھر رات لیٹ ڈیوٹی سے آنے پر لوگ عجیب نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ یوں تو فیکٹری کی بس کی سہولت ہے مگر جب کبھی میں لیٹ ہو جاؤں یا بس نہ آئے تو مشکل پیش آتی ہے۔ دو ویگنیں بدل کر فیکٹری تک جانا ہوتا ہے۔ کرایہ بھی لگتا ہے اور وقت بھی زیادہ لگتا ہے۔ پھر اگر 5 منٹ بھی لیٹ ہو جاؤں تو 2 گھنٹے کا معاوضہ تنخواہ سے کاٹ لیتے ہیں۔ اسی طرح فیکٹری میں بھی کام کی جگہ پر عورت ہونے کے ناطے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہ معاشرہ مردوں کا معاشرہ ہے اور عورتوں کو کم تر سمجھا جاتا ہے۔ فیکٹری میں دیگر عورتوں کی طرح میری بھی انتظامیہ کے افراد اکثر و بیشتر بے عزتی کر دیتے ہیں۔ بعض افسران تو عجیب طرح کے جملے کہتے ہیں جیسے آپ وردی میں بہت اچھی لگتی ہیں ہماری طرف بھی کبھی مسکرا کر دیکھ لیا کرو۔ دل کرتا ہے کہ اسی وقت ملازمت چھوڑ دوں مگر کیا کروں مجبوری ہے۔ دوسری جگہ جاؤں گی تو وہاں بھی ایسے ہی لوگوں سے واسطہ پڑے گا۔ اس فیکٹری میں ملازمت اور تنخواہ کے حوالے سے تو کوئی خاص فرق نہیں رکھا جاتا البتہ خواتین ورکرز کی تنخواہ مردوں سے کم ہے۔ دو تین ہڑتالوں کے بعد اور لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی معاونت سے اب 16500 روپے ہوئی ہے۔ پھر خواتین کو ہفتہ واری چھٹی بھی نہیں دیتے۔ خواتین ورکرز صرف جھوٹ بول کر ہی چھٹی کر سکتی ہیں۔ اس فیکٹری میں ورکرز کے حالات کار کی بہتری کے لیے پروموشن، سکل میں اضافہ اور سالانہ تنخواہوں میں اضافہ کے لیے کوئی اقدامات نہیں کئے جاتے۔ مجھے تو دو سالوں میں اس فیکٹری میں یہی کچھ دکھائی دے رہا ہے۔ بالخصوص خواتین ورکرز کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جاتا ہے۔ ایک جیسے کام میں عورتوں کی تنخواہ مردوں کی نسبت 1000 کم دی جاتی ہے۔ میل ورکرز کو بونس اور اوورٹائم پورا ملتا ہے اور ہفتہ واری چھٹی بھی دی جاتی ہے۔ ریسٹ بھی ایک گھنٹہ ہے جبکہ خواتین ورکرز کو صرف 15 منٹ کی ریسٹ دی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ سب بلا تفریق مرد/عورت تمام ورکرز کے بنیادی و قانونی حقوق ہیں۔

ورکرز کی اکثریت اپنے بنیادی و قانونی حقوق سے واقف بھی نہیں ہے۔ مجھے بھی جو تھوڑی بہت لیبر قوانین اور مزدور حقوق بارے آگاہی ملی ہے وہ لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن اور تنظیموں کی میٹنگز میں جانے سے حاصل ہوئی ہے۔ فیکٹری میں تو سیکھنے سکھانے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اصل میں یہ مزدور یونین ہی ہوتی ہے جو ورکرز کے لیے کچھ کرتی ہے۔ ہماری فیکٹری میں یونین تو موجود ہے مگر وہ ورکرز کی نہیں مالکان کی بنائی ہوئی یونین ہے۔ میں فیکٹری سے باہر ایک جنرل یونین کی ممبر ہوں۔ ورکرز کے حالات کار بدلنے اور مستقبل بہتر بنانے کے لیے میل اور فی میل ورکرز میں تفریق ختم کر کے ترقی کے برابر مواقع ہونے چاہیے۔ میں اپنے مستقبل سے پر امید ہوں کیونکہ محنت کبھی رائیگاں نہیں جاتی اور میں مزدوروں کو اکٹھا کرنے کے لیے اپنے حصے کا کردار ادا کروں گی۔ کیونکہ اکٹھ کے بغیر مزدور حقوق حاصل نہیں کر سکتے۔ میں چاہتی ہوں کہ مزدور منظّم ہوں، ان کی کم از کم تنخواہ 25 ہزار ہو۔ 8 گھنٹے ڈیوٹی ہو، ڈبل اوورٹائم ہو، ہفتہ واری چھٹی یقینی ہو، ای او بی آئی اور سوشل سکیورٹی میں ہر مزدور رجسٹرڈ ہو اور خواتین ورکرز کی کام کی جگہ پر عزت ہو اور ان کی تنخواہ بھی مردوں کے برابر ہو۔ ان کے ساتھ کسی قسم کی ہراسمنٹ نہ ہوتا کہ خواتین بے خوف و خطر عزت و وقار کیساتھ ہر قسم کی ملازمت کر سکیں۔